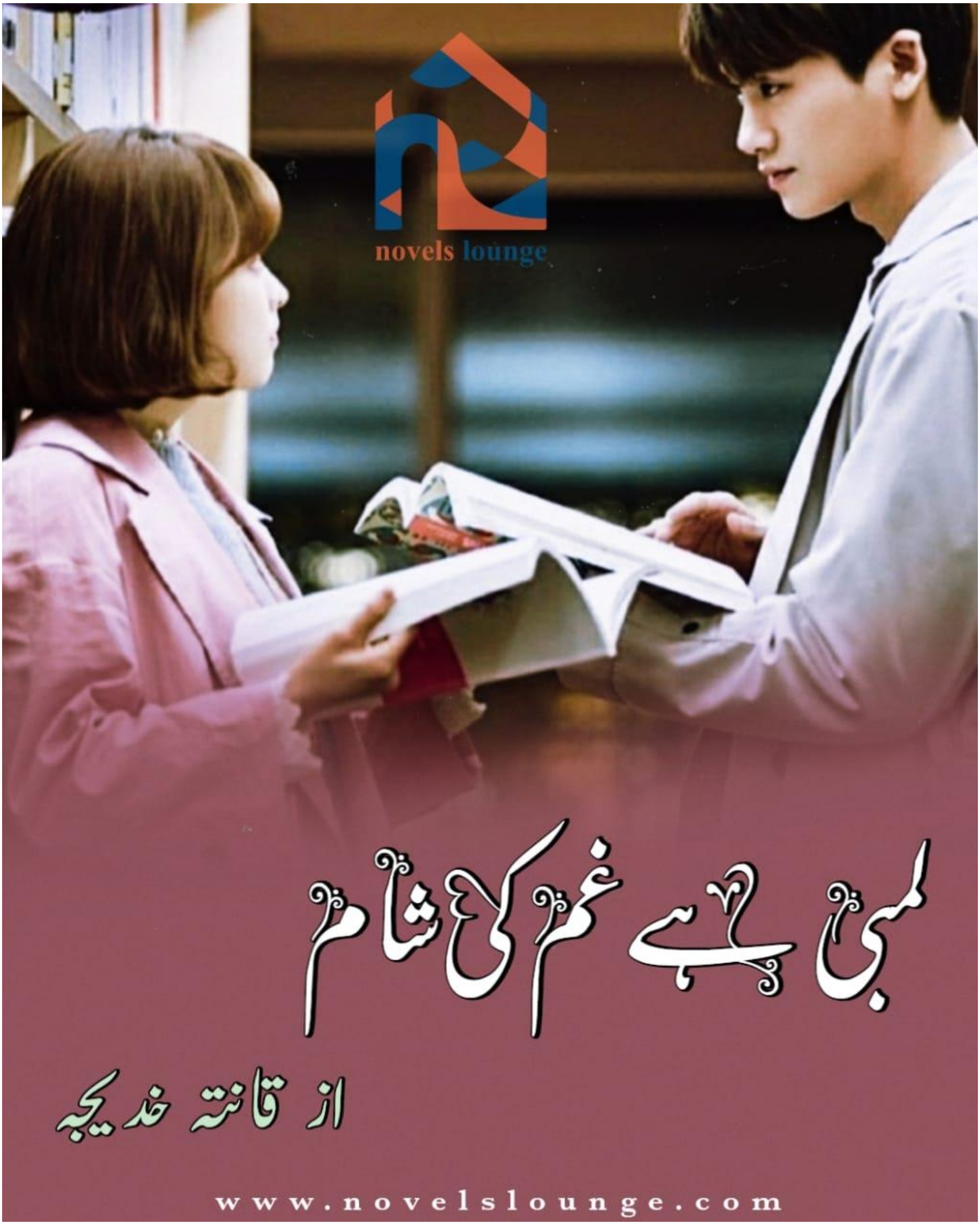
novels lounge
لمبی ہے غم کی شام
از قانتہ خدیجہ
www.novelslounge.com

لمبی ہے غم کی شام

قسط نمبر 3

از قلم قانتہ خدیجہ

پارس کی امید!

"پارس؟"

"امید!" اسے سامنے دیکھ پارس کی سانسیں تھمی تھیں۔۔۔امید وہ راز پا چکی تھی جو اس نے سب سے چھپا کر رکھا تھا۔

وہ پارس جس نے باپ کی مار پر ایک آہ نہ نکالی تھی امید کو دیکھے اس کی آنکھیں برس گئیں۔۔۔وجہ تکلیف نہیں تھی،امید کے سامنے پرفیکٹ فیملی کا بھرم ٹوٹا بری طرح چکنا چور ہوا تھا۔

"یہ۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" امید کے لب ہلے،اس نے خوف و ہراس سے شمشاد قریشی کی جانب دیکھا جو خود پریشانی و خوف کے ملے جلے تاثرات لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تم! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ تمہیں اندر آنے کی اجازت کس نے دی؟" وہ الٹا اس پر برس پڑے تھے۔

دل میں ڈر بھی در آیا اگر اس نے سب کے سامنے منہ کھول دیا تو؟

"آپ! آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ اتنا ظلم؟ اس قدر وحشی پن!" امید نے روتے ہوئے ہچکی لی۔

"میں۔۔۔میں پولیس کو کال کروں گی۔۔۔انہیں سب بتادوں گی۔۔۔ آپ دونوں کو سزا ملے گی۔۔۔ہاں یہی کروں گی میں!" وہ کانپتی، انہیں دھمکی دیتی الٹے قدموں باہر کو بھاگی تھی۔

پارس کے حواس کام کرنا چھوڑ چکے تھے، نہیں جانتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

"امید! امید۔۔۔رکو!" شمشاد قریشی اس کے پیچھے بھاگے مگر وہ ہاتھ نہیں آئی۔

"یااللہ اب ہم کیا کریں گے؟ اگر اس نے واقعی پولیس کو کال کر دی تو؟" زبیدہ قریشی پریشانی سے گویا ہوئی۔

"تمہیں ابھی بھی شک ہے؟ وہ لڑکی ایسا ہی کرے گی" شمشاد قریشی ان پر برسے۔

"نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔"خود سے بات کیے ان کی یکدم نگاہ کراہتے ہوئے پارس پر جا پہنچی۔

"زبیدہ چلو مدد کرو میری اسے اس کے کمرے میں لے کر چلے"پارس کی جانب اشارہ کیے انہوں نے اسے سہارہ دیے اٹھایا۔۔۔زخموں پر ان کا ہاتھ آتے ہی پارس درد سے کراہیا تھا۔

وہ دونوں اس کے درد کو نظر انداز کرتے اسے کمرے میں لے جا چکے تھے۔

"جاؤ جلدی سے پانی لاؤ، اسکا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے اب یہی ہمیں اس مصیبت(امید)سے بچائے گا"شمشاد کی بات کا مطلب سمجھتی وہ تیزی سے واشروم میں گھستی ایک کٹوری میں پانی بھر لائی تھی۔

پانی کی بارش پارس پر کیے شمشاد قریشی اسے ہوش دلانے میں کامیاب ٹھہرے تھے۔

"پارس!پارس"اس کا چہرہ تھپتھپائے انہوں نے اسے ہوش دلایا۔

"ہوں؟"مندی مندی آنکھیں کھولے اس نے خود پر جھکے ماں باپ کو دھندلی نگاہوں سے دیکھا۔

"میری بات غور سے سنو پارس وہ لڑکی امید اسے کال کرو اور منع کرو کہ وہ یہ بات کسی کو نہیں بتائے گی، یہ ہمارے گھر کا ذاتی معاملہ ہے اور اگر وہ نہ مانی تو میں اس کے ساتھ بہت برا کروں گا اور تمہاری اس دوست کو تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کر دوں گا!" دانت پیسے وہ ایک ایک حرف پر زور دیے اس کے کان میں جھکے غرائے۔

ان کی دھمکی پر پارس کا دل خوف سے تیز دھڑکنا شروع ہو چکا تھا، اسے اپنی نہیں بلکہ امید کی فکر تھی۔۔۔ شمشاد قریشی سے مڈبھیر جان کو مشکل میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

دھمکی کارآمد ثابت ہوئی تھی، دکھ سے چور جسم میں موجود تھوڑی بہت توانائی کا استعمال کیے وہ بستر سے اٹھتا اپنا موبائل اٹھائے امید کو کال ملا چکا تھا۔

"امید؟" وہ بامشکل اس کا نام بول پایا تھا۔

پارس کے گھر سے نکلتی وہ تیز قدم اٹھائے اپنے گھر میں داخل ہوئی تھی، اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا، اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے میں جا کر پولیس کو کال کرنے کا تھا، پریشے خان کی پکار کو نظر

انداز کرتی وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں جابند ہوئی تھی۔۔۔بیڈ پر بیٹھے ایک بار پھر اس حیوانیت بھرے منظر کو یاد کیے اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"پارس!"اس کے لبوں سے سسکی نکلی۔

ہاتھ کی پشت سے آنسوؤں صاف کیے اس نے تیزی سے موبائل اٹھائے پولیس کا نمبر ملایا ہی تھا کہ پارس کا نمبر دیکھے اس نے تیزی سے کال رسیو کی تھی۔

"امید؟"

"پارس!تم، تم فکر مت کرو۔۔۔میں ابھی پولیس کو کال کرتی ہوں، انہیں سب بتا دوں گی۔۔۔تمہیں بچالوں گی میں۔۔۔"وہ بنا رکے بولتی چلی گئی۔

"امید!تم۔۔تم کسی کو کال نہیں کرو گی امید۔۔۔بس خاموش رہو، جو دیکھا اسے بھول جاؤ۔۔۔"

کئی آنسوؤں اپنے اندر اتارے پارس نے اسے منع کیا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو پارس؟وہ تمہیں کتنی بری طرح مارتے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ میں چپ رہوں؟"امید کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

"میری بات غور سے سنوں امید یہ میر اذاتی معاملہ ہے، تم اس سے دور رہو۔۔ میں ہر گز تمہیں اجازت نہیں دیتا کہ تم میرے گھر کی باتیں دنیا بھر میں نشر کرتی پھرو" اب کی بار اس کا لہجہ سخت ہو چکا تھا۔

" مگر پارس۔۔۔" اس نے کچھ بولنا چاہا تھا۔

" تمہیں ہماری دوستی کی قسم امید، اگر تم مجھے واقعی اپنا دوست سمجھتی ہو تو خاموش رہو، بھول جاؤ اس واقعہ کو ایک بر اخواب سمجھ کر۔۔۔ تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی، تمہارے پیر نٹس کو بھی نہیں۔۔۔" اب کی بار لہجے میں نرمی در آئی۔

"ہمم ٹھیک! جیسا تم کہو!" پارس کی قسم اسکے ہاتھ باندھ چکے تھے۔

"شکریہ امید" وہ دھیما مسکر ائے کال کاٹ چکا تھا۔

"جیسا آپ چاہتے تھے میں نے وہی کیا، اب آپ دونوں جاسکتے ہیں آرام کرنا چاہتا ہوں میں" موبائل رکھے وہ بیڈ پر پیچھے کو گرتا آنکھیں موندے بولا تھا۔

دونوں میاں بیوی چند منٹ اسے گھورتے وہاں سے جا چکے تھے، سر پر جو ٹینشن کی تلوار لٹک رہی تھی وہ اب نہیں رہی تھی۔

"پارس!" موبائل سائڈ پر رکھتی وہ اس کا نام بڑبڑائی۔

خود کو اس لمحے اس نے بے تحاشہ بے بس محسوس کیا تھا، وہ چاہ کر بھی اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی۔

سوچوں میں گھیرے اس کا دھیان یکدم پارس کو لگی چوٹوں پر گیا، وہ یکدم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا کسی نے اس کی مرہم پٹی کی ہو گی؟ وہ تکلیف میں ہو گا! کسی نے اس کا خیال رکھا ہو گا؟" ایسی کئی سوچیں اس کے دماغ پر حاوی ہوتی اسے بے چین کر گئی تھی۔

وہ بیڈ سے اٹھتی تیزی سے سٹڈی ٹیبل کا دراز کھولتی اس میں سے فرسٹ ایڈ کٹ نکال چکی تھی۔

تیزی سے کمرے سے نکلتی، دھڑ دھڑ سیڑھیاں اترتی وہ باہر کی جانب کو بھاگی کہ پریشے خان کی آواز اسے روک چکی تھی۔

"امید ادھر آؤ!" وہ ناچاہتے ہوئے بھی ان کی جانب بڑھی تھی۔

"جی ماما؟" اس کا سر اور نگاہیں جھکی ہوئی تھیں، نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں موجود خوف کو پا لے۔

"تم مٹھائی دینے گئی تھی ناپارس کے گھر۔۔۔کیاہورہاتھاوہاں؟"انہوں نے اشتیاق سے سوال کیا، انہیں بس یہی جاننا تھا۔

"وہ۔۔وہاں"اس منظر کو یاد کیے امید کا پورا جسم ایک بار پھر کپکپا اُٹھا۔

"کک۔۔کچھ نہیں۔۔۔انکل آنٹی۔۔۔پارس کو۔۔۔پارس کو سمجھا رہے تھے کہ اگلے سال زیادہ محنت کر کے اچھے نمبر لائے۔۔۔اور تھوڑا بہت ڈانٹا بھی۔۔۔"نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔

"ہمم!اچھا!"وہ سخت بدمزہ ہوئی تھی امید کا جواب سن کر۔

"یہ کیا؟فرسٹ ایڈ؟تمہارے ہاتھ میں کیا کر رہا ہے یہ اور تم یوں حواس باختہ کہاں چلی؟"اب ان کی نگاہ ہاتھ میں موجود فرسٹ ایڈ پر گئی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔وہ ہمنہ!ہاں ہمنہ اسے چوٹ لگ گئی ہے آنٹی کے ڈر سے مجھے کال کی اس نے، سائیکل چلاتے گر گئی ہے تو بس اسی کے لیے۔۔۔اچھا اب میں چلتی ہوں!"زبان ہونٹوں پر پھیرے برقت بہانہ گڑھتی وہ تیزی سے گھر کا صدر دروازہ عبور کر چکی تھی۔

"یہ آج کل کے بچے بھی نا"سر جھٹکے انہوں نے موبائل پر کال ملائے امید کے ٹاپ کی خوشخبری دوسری جانب دی تھی۔

گھر میں قدم رکھتے اس نے لاؤنج پر طائرانہ نگاہ ڈالی جہاں اب کوئی نہیں تھا، نظریں اس جگہ پر جا ٹھہری جہاں تھوڑی دیر پہلے پارس کا زخم زدہ وجود بے آسرا پڑا تھا۔۔ اندر اٹھتے وبال پر قابو پائے وہ سیڑھیوں پر نظریں جمائے اوپر کی جانب بڑھی۔

"اے لڑکی! تم! تمہاری ہمت کیسے ہوئی دوبارہ یہاں قدم رکھنے کی اور یہ کہاں چلی جارہی ہو؟" زبیدہ بیگم نے اسے دیکھا تو چلائی۔

شمشاد قریشی بھی زبیدہ قریشی کی اونچی آواز سنتے وہی چلے آئے، انہیں دیکھ کر امید کا پورا جسم کپکپا اٹھا تھا۔۔ ان کا وحشی پن آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"پارس! پارس کہاں ہے؟" لڑکھڑاتی زبان پر قابو پائے اس نے مصنوئی ہمت جمع کیے ان سے سوال کیا۔

"نکلو یہاں سے فوراً دفع ہو۔۔" وہ انگلی صدر دروازے کی جانب کرتی اس پر برستی تین چار قدم آگے بڑھی۔

"قریب مت آیئے گا ورنہ پولیس کو کال کر دوں گی میں۔۔۔" تیزی سے موبائل پر پولیس کا نمبر ڈائل کیے اس نے سکرین ان کی جانب گھمائی۔

دونوں میاں بیوی کے قدم ٹھٹھکے۔

"کیا چاہیے تمہیں؟" شمشاد قریشی بے بسی کی انتہا ر پہنچ چکے تھے، اس لڑکی کو اس کی اصل جگہ دکھانے کو ان کے ہاتھوں میں شدید کھجلی ہوئے جا رہی تھی۔

"پارس!" یک لفظی جواب۔

"اسے چوٹ لگی ہے، مرہم پٹی کرنے آئی ہوں وہ کر کے چلی جاؤں گی اگر کچھ بھی الٹا سیدھا کرنے کی کوشش کی تو پولیس کو بتاؤں یا نہ لیکن اپنے پیرنٹس کو بتا دوں گی۔۔۔ اور آپ دونوں جانتے ہیں کہ وہ اس موقع سے کس قدر بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں!" وہ انہیں سنجیدہ انداز میں وارننگ دیتی ان پر بہت سی باتیں واضح کر چکی تھی۔

دونوں میاں بیوی اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔

"کمرے میں ہے اپنے" اس پر ایک بھی نگاہ ڈالے بنا وہ اسے بتا چکی تھی۔

جواب سنتے ہی وہ تیزی سے سیڑھیاں عبور کرتی اس کے کمرے کا دروازہ بنا ناک کیے اندر داخل ہو چکی تھی۔

"پارس؟" اسے زخموں سے چور، بستر پر بے حال لیٹے دیکھ امید کی سانسیں سینے میں اٹکی تھیں۔

"پارس" تیزی سے اس کے قریب بیٹھے اس نے پارس کے زخموں کو چھوا۔

اپنے قریب کسی کی موجودگی کو محسوس کیے پارس نے دھیمے سے پلکیں وا کیے اسے امید کا چہرہ دیکھا تو لبوں پر دھیمی مسکراہٹ در آئی۔

"امید!" خوابدیدہ انداز میں اس کا نام پکارا۔ ہاتھ بڑھائے اسے چھوا یکدم خماری اڑن چھو ہوئی، وہ سچ میں اس کے سامنے، اس کے پاس تھی۔

"امید؟" وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔

"آہ!" جسم سے اٹھتی ٹیسوں پر کراہتے اسکا سر بیڈ کی پائنتی سے ٹکرایا تھا۔

"آرام سے" امید نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا سر سہلایا تھا۔

"آرام سے" اسے سہارہ دیے، تکیہ پیچھے سیٹ کرتی وہ اس کے برابر بیٹھی فرسٹ ایڈ کٹ کھول چکی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو امید؟ تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا" پارس کے لہجے میں خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

"تمہیں بہت چوٹ لگی ہے اگر بروقت مرہم پٹی نہیں کی تو زخم خراب ہو جائے گا" اس کی بات کو نظر انداز کیے امید نے پاؤڈین سے ڈوبی کاٹن اس کے بازو پر رکھے وہاں موجود خون صاف کیا تھا۔

"امید۔۔۔سس" اس کی سسکی ابھری۔

"بہت درد ہو رہا ہے؟" امید کی آنکھیں بھیگ گئی۔

"بہت زیادہ" پارس کے لب دھیمے سے ہلے۔

"تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں پارس۔۔۔کب سے یہ سب برداشت کر رہے ہو؟" آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے گرے۔

"جب سے پیدا ہوا ہوں!" وہ زخمی ہنس دیا، اس کا کھوکھلا قہقہہ امید کا دل چیر گیا تھا۔

"میرے علاوہ۔۔۔کوئی اور جانتا ہے؟" اس کی چوٹ کو گہرائی سے صاف کیے پٹی باندھے سنجیدگی سے سوال کیا تھا۔

"نہیں۔۔۔" پارس نے سر جھکائے جواب دیا۔

"حسام؟ فارس بھائی بھی نہیں؟" امید کی آنکھیں پھیلی، اس نے حیرانگی سے پارس کو دیکھا۔

"او نہوں! (اس کا سر نفی میں ہلا)۔۔۔حسام صرف اتنا جانتا ہے کہ ڈیڈ میری پڑھائی کے معاملے میں بہت سخت ہے۔۔۔اور فارس بھائی۔۔۔" پارس چند لمحے رکا۔

"انہوں نے ہر ممکن کوشش کی مجھے اس جہنم، اس زندان سے بچانے کی امید۔۔۔آج جس حال میں میں ہوں کچھ سال پہلے وہ بھی ہوا کرتے تھے، مجھ سے کوسوں دور رہ کر بھی اپنے تئ ہر ممکن کوشش کی کہ میں ان سب سے بچا رہو" وہ دھیما ہنسا۔

"تو تم انہیں بتا کیوں نہیں دیتے پارس۔۔۔کیوں خود کو سزا دے رہے ہو؟" امید اس پر گرجی۔

"آسان نہیں ہے امید۔۔۔کوشش کی میں نے مگر یہ آسان نہیں۔۔۔" پارس کا لہجہ غمگین تھا۔

"کیوں؟" وہ اس پر چیخنا چلانا چاہتی تھی مگر خود پر قابو پائے رکھا۔

"مجھے ان سے ڈر لگتا ہے امید، بہت خوف آتا ہے۔۔۔اگر انہیں پتہ چل گیا کہ میں نے فارس بھائی کو کچھ بھی بتایا ہے تو وہ کیا کریں گے میرے ساتھ؟" پارس کا لہجہ خوف سے کپکپا اٹھا۔

"تو میں انہیں بتا دیتی ہوں! تم مجھے فارس بھائی کا نمبر دو۔۔۔ میں انہیں سب بتا دوں گی۔۔" تیزی سے اپنا موبائل اٹھائے امید نے اسے پُر امید نِگاہوں سے دیکھا۔

پارس نے چند لمحے اسے دیکھا، ہاں وہ ایسا کر سکتا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہنے کو منہ کھولتا اس کی نگاہیں دروازے کی جانب گئی جہاں موجود زبیدہ قریشی کو دیکھ کر سانسیں سینے میں اٹکی تھی جو آنکھیں چھوٹی کیے ان دونوں کو گھور رہی تھی۔

یکدم شمشاد قریشی کے الفاظ ذہن میں گونجے۔

"میری بات غور سے سنو پارس وہ لڑکی امید اسے کال کرو اور منع کرو کہ وہ یہ بات کسی کو نہیں بتائے گی، یہ ہمارے گھر کا ذاتی معاملہ ہے اور اگر وہ نہ مانی تو میں اس کے ساتھ بہت برا کروں گا اور تمہاری اس دوست کو تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کر دوں گا!"

اگر انہوں نے سچ میں امید کو کوئی نقصان پہنچا دیا، وہ ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، امید کو وہ کسی صورت ان سب پھنسا نہیں سکتا تھا۔

"تم جو کرنے آئی تھی وہ کر چکی اب تم جاسکتی ہو" پارس کے سخت لہجے پر امید نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا، اس کی اچانک بدلتی ٹون پر وہ حیران ہوئی۔

"تمھیں کیا ہوا ہے پارس ایسے بات کیوں کر رہے ہو۔۔۔" امید نے پریشانی سے سوال کیا۔

"ماما امید کو باہر چھوڑ آئے۔۔۔" وہ دروازے پر ایستادہ زبیدہ قریشی پر نگاہیں جمائے وہ سادہ انداز میں بولا۔

انہیں وہاں پائے امید گڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

"آئندہ سے یہاں مت آنا امید!" دروازے کی جانب بڑھتی امید نے اس کی بات پر مڑ کر اسے دیکھا، پارس کے لہجے میں موجود فکر اچھے سے سمجھے اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

زبیدہ قریشی پر ایک غلط نِگاہ ڈالے بِناوہ سیڑھیاں اترتی گھر کا صدر دروازہ عبور کر چکی تھی۔

زبیدہ قریشی نے چند لمحے بیٹے کو گھورا، پارس نے ان کی جانب دیکھنے سے اجتناب کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ انہوں نے کتنا سنا۔

گھر آئے امید پورادن کھوئی کھوئی سی رہی تھی اس کا کھویا انداز گلفان خان اور پریشے خان دونوں نے بخوبی نوٹ کیا تھا، امید کے اچھے رزلٹ کی خوشی میں وہ سب آج ڈنر کرنے شہر کے سب سے بڑے فائیو سٹار ریسٹورانٹ میں آئے تھے۔

"امید بیٹا ایوری تھنگ آر لرائٹ؟"گلفام خان کے پوچھنے پر وہ ہوش میں آتی سر تیزی سے ہاں میں ہلا گئی۔

"وہ ایکچوئیلی ہمنہ کو کافی چوٹ لگی ہے ڈیٹس وائے"اس نے پریشے خان کے سامنے گڑھا بہانہ ایک بار پھر دوہرایا۔

"آئی نو تم پریشان ہو مگر اس کی وجہ سے ہم اپنا فیملی ڈنر تو نہیں ناسپوئل کر سکتے؟"ان کے کہنے پر اس نے بھی چند لمحوں کو سب بھولے اس ٹائم کو انجوائے کیا تھا۔

"تو اب بتاؤ ایسی کیا بات ہے جو اتنی ایمرجینسی میں بلایا ہے تم نے مجھے؟"اس کے سامنے والی خالی کرسی سنبھالے ہمنہ نے پھولی سانسوں کو درست کیے سوال کیا تھا۔

ان کے گھر سے بیس منٹ کی مسافت پر یہ ایک چھوٹا سا کیفے تھا جہاں امید نے اسے بلوایا تھا۔

"تمھیں میری ایک مدد کرنی ہے ہمنہ" امید آگے کو تھوڑا سا جھکے رازداری سے گویا ہوئی۔

"کیسی مدد؟ کیا ہم کوئی مشن سولو کرنے والے ہیں؟" ہمنہ نے بھی اسی کی طرح آگے جھکے مزاح کن انداز میں سوال کیا تھا۔

"میں نے اپنے پیرنٹس سے جھوٹ بولا کہ تم سائیکل چلاتے وقت گر گئی اور تمھیں بہت چوٹ لگی ہے" امید نے ادھر ادھر دیکھے اسے بتایا۔

"تو؟" ہمنہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

"تو یہ کہ اب ہو سکتا کہ مام ڈیڈ تمہارے گھر چکر لگائے تو تمھیں اس جھوٹ کو ہینڈل کرنا ہو گا!"

"کیاااا؟" ہمنہ چلا اٹھی۔

"ہمنہ پلیز۔۔۔" امید نے منت کی۔

"پلیز کی لگتی اپنی ماما سے کیا کہوں گی میں؟" وہ پریشان ہوئی۔

"ایک منٹ یہ جھوٹ ہی کیوں بولا تم نے؟ پہلے مجھے یہ بتاؤ" ہمنہ نے دوبارہ امید کو گھورا جو اس کے سوال پر بوکھلا اٹھی۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔"لبوں پر زبان پھیرے دوبارہ ذہن دوڑائے ایک بہترین جھوٹ سوچنا تھا اسے۔

"وہ تمہیں یاد ہو گا وہ جو ہماری سوسائٹی میں جولی (کتیا کا نام) ہے اس نے بچے دیے تھے، تو اس کے بچے زخمی ہو گئے بس انہی کی مدد کرنی تھی مجھے، اور ڈیڈ ڈوگز سے الرجک ہے تو اسی لیے جھوٹ بولنا پڑا!"امید نے چہرے پر افسوس اور معصومیت سجائے نہایت خوبصورتی سے ایک اور جھوٹ گڑھا۔

"اوہ! اچھا!"ہمنہ اس کے جھوٹ کو سچ مان چکی تھی۔

"چلو مناتی ہوں ماما کو۔۔۔کرتی ہوں ان سے بات"ہمنہ پر سوچ انداز میں بولی۔

"یہ کیا ہے؟"ناشتے کی ٹیبل پر موجود انویٹیشن کارڈ دیکھے شمشاد قریشی نے کچن سے نکلتی زبیدہ قریشی سے سوال کیا تھا۔

"امید کے ٹاپ کرنے کی خوشی میں پارٹی رکھی گئی ہے اسی کا انویٹیشن ہے!"زبیدہ قریشی نے بجھے دل سے جواب دیا تھا۔

"بھاڑ میں جائے سب"غصے سے کارڈ کو زمین کی زینت بنائے وہ چلا ئے۔

"تو ہم جا رہے ہیں نا؟" پارس کا سوال انتہائی سادگی لیے تھا جو انہیں کسی چابک کی مانند لگا تھا۔

"جی جاں پناہ اور کوئی آپشن چھوڑا ہے آپ نے؟" انہوں نے اس پر طنز کیا تھا۔

دل پر پتھر رکھے وہ تیار ہوتے اس وقت وینیو پر موجود تھے، جہاں گلفام خان اور پریشے خان دونوں گردن اکڑائے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے، ہونٹوں پر مصنوئی مسکراہٹ سجائے وہ دونوں میاں بیوی ان کی جانب بڑھے تھے۔

گلفام خان نے گرمجوشی سے انہیں گلے لگایا تھا مگر اس گرمجوشی کے پیچھے موجود طنزیہ قہقے کو بہت اچھے سے بھانپا تھا شمشاد قریشی نے۔

"ویسے مان گئے گلفام تمہاری بیٹی کو، ماشاءاللہ اتنی ہونہار بچی ہے، بیماری کے باوجود بھی ٹاپ کیا۔۔۔کمال ہے!" تمام مرد حضرات الگ سے اپنی محفل جمائے بیٹھے تھے جب ان میں سے ایک نے امید کی تعریف کی تھی۔

"اور شمشاد صاحب سنا ہے پارس نے سیکنڈ پوزیشن لی ہے۔۔۔ آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو۔۔" انہوں نے ساتھ ہی ساتھ انہیں بھی مبارک باد دے ڈالی جو شمشاد صاحب کو ایک آنکھ نہ بھائی تھی، وہ فقط ہنکارہ بھر کر رہ گئے۔

"بالکل ٹھیک کہاں المیر صاحب آپ نے۔۔۔امید نے اپنی بیماری کے باوجود ٹاپ کیا، میری بیٹی کافی دن ہسپتال میں رہی، گرتی طبیعت کے باوجود اس نے جی جان سے محنت کی۔۔۔ایسی بیٹی کا باپ ہونے پر فخر ہے مجھے "وہ گردن اکڑائے بولے۔سب نے داد بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"مجھے خوشی ہوئی جان کر کہ پارس کے دیے گئے نوٹس کی بناء پر امید ٹاپ کر سکی، پارس کو بہت فکر تھی اس کی دن رات ایک کیے خاص طور پر اس کے لیے نوٹس بنائے پارس نے "اندر کی کھولن کو کم کرنے کی خاطر انہوں نے معصومانہ انداز اپنائے گلفام خان کی جانب طنز کا تیر پھینکا جس پر وہ تڑپ اٹھے تھے۔

"کیا واقعی میں ؟ویسے پارس واقعی میں خالص سونا ہے۔۔۔کیا بچہ ہے، پڑھائی لکھائی، کھیل کود، اخلاق کوئی اس کا ثانی نہیں۔۔۔"اب سب شمشاد قریشی کی جانب متوجہ ہوتے پارس کی تعریف کرنا شروع ہو چکے تھے، جہاں شمشاد قریشی کو کمینی خوشی ہوئی وہی گلفان خان کلس اٹھے۔

"بالکل ٹھیک کہاں آپ نے پارس نے واقعی ایک دوست کا فریضہ نبھائے امید کی بہت مدد کی مگر امید کی محنت کا کریڈیٹ میں آپ کو چھیننے نہیں دوں گا شمشاد صاحب، نوٹس دونوں بچوں کے پاس

سیم تھے پھر بھی میری بیٹی معرکہ مار گئی" وہ ہنستے ہوئے رسانی سے شمشاد قریشی کو آگ لگا گئے تھے۔

شمشاد قریشی بھی ماحول کا خیال رکھے ان کے قہقے میں ان کا ساتھ دیتے ہنس دیے تھے۔ کوئی بھی ان کے مابین چلتی سرد جنگ کو محسوس نہیں کر پایا تھا۔

"پارس!" سب سے نظر بچائے وہ فکرمندی سے تیز قدم اٹھاتی اس کے پاس چلی آئی جو سب سے الگ ایک اندھیرے کونے میں بیٹھا تھا۔

"کیسے ہو تم؟ ٹھیک ہو نا؟ میری کالز کیوں نہیں اٹھا رہے تھے" کئی سوال داغے امید نے فکرمند نگاہوں سے اسے دیکھا جس کے زخم اب کافی حد تک بھر چکے تھے۔

امید کو یکدم ڈھیروں غم نے آن گھیرا آخر پہلے کبھی کیوں اس نے غور نہیں کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں امید!" وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھتا مسکرایا۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے پارس۔۔۔" ارد گرد نگاہیں دوڑائے امید اس سے رازداری سے گویا ہوئی۔

"اس دن ہماری بات ادھوری رہ گئی تھی، مجھے فارس بھائی کا نمبر دو تاکہ میں انہیں اطلاع دے سکوں!" اس نے تیزی سے اپنا موبائل نکالا۔

"اس کی اب کوئی ضرورت نہیں امید، میرے پیرنٹس اپنے کیے پر پیشان ہے، انہوں نے نہ صرف مجھ سے معافی مانگی بلکہ آئیندہ سے کبھی بھی ایسی کوئی بھی حرکت دوبارہ کرنے سے توبہ بھی کرلی ہے" پارس کھل کر مسکرایا تھا۔

"اوہ! سچ میں؟" امید کو یقین نہیں آیا تھا۔

"ہاں! تمہاری پولیس والی دھمکی کارآمد رہی" وہ سر جھکائے ہنس دیا۔

"تھینک گاڈ سب ٹھیک ہو گیا ہے، تم نہیں جانتے میں کس قدر فکر مند تھی تمہارے لیے، تم بالکونی پر بھی نہیں آرہے تھے اتنے دنوں سے۔۔۔ میں نے تم سے ملنے کی کوشش کی مگر انکل آنٹی نے ملنے نہیں دیا۔۔۔" امید کے بتانے پر وہ مسکراتا اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھے گیا۔

"امید!" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد پارس نے اسے پکارا۔

"ہمم؟"

"تم میری سب سے اچھی دوست ہو! میں بہت خوش ہوں اللہ میاں نے تمہیں میری لائف میں بھیجا۔۔۔ہم ہمیشہ ایسے رہے گے نا؟" پارس نے یقین چاہا۔

"ہاں بالکل! فرینڈز فارایور!" تیزی سے سر ہلائے امید نے کھل کر مسکرائے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا جسے پارس نے تیزی سے تھاما تھا۔

"پارس تم سچ میں ٹھیک ہونا؟" چند لمحے مزید خاموشی کے گزرے تو امید نے ایک بار پھر اس کی جانب دیکھے سوال کیا تھا۔

"سو فیصد!" گہری مسکراہٹ لیے اس نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"مجھ سے ایک وعدہ کروگے پارس؟" امید اس کی جانب مڑی۔

"کیسا وعدہ؟"

"وعدہ کرو کہ جب بھی حالات بگڑے گے تم سب سے پہلے مجھے بتاؤ گے، اگر آئیندہ ایسا کچھ بھی ہو تو تم مجھ سے نہیں چھپاؤ گے، اگر مجھے غلطی سے بھی پتہ چلا کہ تم نے مجھ سے کچھ چھپایا ہے تو یقین مانو تمہاری قسم کا لحاظ کیے بنا پولیس کو سب کچھ بتادوں گی" امید نے سنجیدگی سے بات مکمل کی۔

پارس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"میں وعدہ کرتا ہوں!" پارس نے اچھے بچوں کی طرح سر ہلایا تھا۔

"امید بیٹا آجاؤ! اٹس ٹائم ٹو گو بیک!" پریشے خان کی آواز پر وہ پارس کو خدا حافظ کہتی جا چکی تھی۔

اس کا جانا ہی تھا کہ لبوں سے مسکراہٹ غائب ہوتی، چہرے پر دکھ و غم کے بادل چھا گئے تھے، آنکھیں غمگین ہوتی نمکین پانی سے بھر گئی تھیں۔

گہری سانس اندر کو کھینچے وہ کچھ دن پیچھے جا پہنچا تھا۔

"کیسے ہو پارس؟ تمہاری اس دوست نے اچھے سے مرہم پٹی کی نا تمہاری؟ لاؤ دکھاؤ تو؟" امید کے جانے کے کچھ گھنٹوں بعد شمشاد قریشی مسکراتے اس کے کمرے میں داخل ہوتے اس کے قریب بیٹھے اس کا پٹی والا زور سے پکڑ چکے تھے۔

ان کی پکڑ اس قدر مضبوط تھی کہ پارس تکلیف سے چلا اٹھا۔

"صرف مرہم پٹی کرنے آئی تھی یا کوئی اور بات بھی ہوئی تم دونوں کے درمیان؟" انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے پارس کو دیکھا۔

"کک۔۔کیا مطلب؟ کیسی بات؟" پارس نے انجان نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"تم جانتے ہو پارس میں آج تک تمہاری چھوٹی سے چھوٹی بات سے کیسے باخبر رہا؟ کبھی سوچا نہیں تم نے کہ تمہارے باپ کے پاس وہ کون سا جادو کا چراغ جس میں سے نکلنے والا جن مجھے تمہارے تمام راز بتادیتا ہے؟" وہ اس کے پٹی شدہ ہاتھ پر نرمی سے انگلی پھیرتے گویا ہوئے۔

"تمہاری وہ دوست مجھے سخت ناپسند ہے پھر بھی تم روزانہ اس سے صبح ساڑھے پانچ بجے بالکونی میں جاکر ملتے ہو، اس کے گھر کی چوکیداری کرتے ہو جب گھر والے گھر نہ ہو۔۔۔بہت خاص ہے وہ تمہارے لیے۔۔۔میں اسے اپنی ہونے والی بہو کے روپ میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔اور یقین مانو مجھے کوئی اعتراض نہیں" وہ مسکرائے، گہری سرد مسکان جس سے پارس کو خوف محسوس ہوا۔

"لیکن!" اب انہوں نے پارس کا جبڑا ہاتھ میں زور سے تھاما۔

" وہ کل کی آئی لڑکی میرے اصولوں میں دخل اندازی کر رہی ہے، تمہارے منع کرنے کے باوجود بھی اس نے اتنی ہمت جتائی کہ سب کچھ تمہارے بھائی کو بتا سکے اور تم اس کی مدد بھی کرنے والے تھے اگر تمہاری ماں عین وقت پر نہ پہنچتی، اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی خاطر تم اپنے باپ سے غداری کرنے والے تھے۔۔۔بولو اس کی کیا سزا دوں تمہیں؟" پارس کی سانسیں سینے میں اٹکی، انہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا، کیا اس کی ماں سب سن چکی تھی؟

"نہیں تمہاری ماں نے کچھ نہیں سنا!" وہ اس کی سوچ پڑھتے سر نفی میں ہلا گئے۔

"کیسے؟" پارس کے لب دھیمے سے ہلے۔

"بتایا تو ہے کہ میرے پاس ایک جادو کا چراغ ہے(وہ کھل کر مسکرائے)اور اس چراغ کو سی۔سی۔ٹی۔وی کیمرہ کہتے ہیں جس کے ساتھ مائیک بھی ہوتا ہے"پل بھر میں ان کے لبوں سے مسکراہٹ اڑن چھو ہوئی،پارس کو اپنی سانسیں سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی۔

"دل تو چاہ رہا ہے کہ اس عزیم غلطی پر تمہیں زندہ در گور کر دوں مگر!تمہیں ایک آخری موقع دیتا ہوں اس لڑکی سے دور رہو۔۔۔اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تمہیں اتنی فیور دے سکتا ہوں کہ تم اس سے ملو،اس کی ذہانت سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے لب سی لو۔۔۔اسے غلطی سے بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے جواب اس گھر میں ہو گا یا آئندہ وقتوں میں ہونے والا ہے۔۔۔ورنہ اس کا جنازہ اٹھانے میں اس کے باپ کو دیر نہیں لگے گی!مجھے امید ہے میرا پیارا بیٹا میری بات سمجھ چکا ہو گا!"اس کا گال تھپتھپائے وہ اسے گہرے دکھ میں چھوڑتے جا چکے تھے۔

ان کے جاتے ہی پارس نے بے بسی سے دونوں ہاتھوں سے بال کھینچے تھے۔

"یہ کیسی جہنم میں جھونک دیا گیا تھا اسے" اپنی بے بسی پر ماتم کناں وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔

آنسوؤں اس کا پورا چہرہ بھگو چکے تھے، وہ جانتا تھا اگر غلطی سے بھی امید کو کچھ بتانے کی غلطی کی تو وہ جذباتی لڑکی ایک سیکنڈ نہیں لگائے گی فارس بھائی کو بتانے میں اور پھر اس کا باپ کیا کر سکتا تھا امید کے ساتھ وہ انجان نہیں تھا۔۔۔

جس آدمی نے سگی اولاد کو نہ بخشا وہ امید کے ساتھ کچھ بھی کرنے سے گریز نہ کرتا۔۔۔ اسے ہر حال میں امید کو بچانا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

"اب کیا پوری رات یہاں بیٹھ کر چلہ کاٹنا ہے تمہیں؟ اٹھو چلے!" وہ نہیں جانتا تھا کب شمشاد قریشی اس کے پیچھے آ کھڑے ہوئے تھے۔

تیزی سے چہرہ صاف کیے وہ بنا ان کی جانب دیکھے تیز قدم اُٹھاتا باہر نکل گیا تھا۔

شمشاد قریشی نے ہنکارہ بھرے اس کی پشت کو تکا تھا۔

"جوان خون" آنکھیں گھمائے وہ اسی کے پیچھے وہاں سے نکل چکے تھے۔

"دو منٹ میں چینج کر کے آؤ ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔۔" گھر میں داخل ہوتے ہی حکم صادر ہوا تھا، پارس فقط سر ہلائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

ٹھیک دو منٹ بعد وہ آرام دہ شرٹ ٹراؤزر میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور وہ چیل کی نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے۔

"جانتے ہو تمہاری وجہ سے آج کس قدر ذلالت کا سامنا کرنا پڑا مجھے! وہ گلفام اس کی ہنسی، اس کی طنزیہ باتیں میرے اندر آگ لگا دی جو کبھی نہ بجھ سکے۔۔۔ اور یہ سب کس کی وجہ سے ہوا؟ تمہاری وجہ سے! تم ہوز مہدار ان سب کے۔۔۔ وہاں موجود ہر شخص مجھ پر ہنس رہا تھا کہ میرا بیٹا ایک لڑکی سے ہار گیا۔۔۔" شروع میں سکون سے بولتے آخر میں چلا اٹھے تھے۔

وہاں موجود تمام غصہ اب ابھر کر نکل رہا تھا۔

پارس نے گہری سانس خارج کی تھی وہ جانتا اب کیا ہونے والا ہے اور خود کو اس کے لیے تیار بھی کر چکا تھا۔

"امید نے بہت محنت کی تھی" وہ سر جھکائے دھیمے سے بولا۔

"اور تم کیا کر رہے تھے؟ اس کے گھر کی چوکیداری؟" واز اٹھائے زور سے زمین پر پٹخا تھا انہوں نے۔

"اس سال زیادہ محنت کروں گا میں!" پارس نے انہیں یقین دلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ فلحال وہ ان کا غصہ کم کرنے کی کوشش میں تھا۔

"وہ تو تم کرو گے اور اگر ایسا نہ ہوا تم ہار گئے تو خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے گلے میں تمہاری موت کا پھندا لٹکاؤں گا میں!" اس کا کالر جکڑے اسے صوفہ سے کھینچتے وہ اس کے چہرے پر چلائے تھے۔

"بہتر!" پارس نے سر اثبات میں ہلایا۔

اس کا ایسا کرنا شمشاد قریشی کے اندر موجود غصے کی لہر کو مزید بڑھا گئی تھی۔

غصے سے اسے پیچھے دھکیلے انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر اٹھایا جو وہ بیچ راہ میں تھام چکا تھا۔

"امید کو یہی کہاں ہے میں نے کہ سب ٹھیک ہو چکا ہے، ایسے میں آپ کا مجھ پر ہاتھ اٹھانا ایک بڑا مسئلہ ہم سب کے لیے کھڑا کر سکتا ہے، پھر میرے روکنے کے باوجود بھی وہ نہیں رکے گی اور فارس بھائی کو سب کچھ بتا دے گی۔۔۔رسک لے سکتے ہیں آپ؟" پارس کے بولنے پر وہ نتھنے پھلائے اس غصے سے دیوار کی جانب دھکیلتے، مٹھی بند کرتے کھولتے غصے پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرنا شروع ہو چکے تھے۔

"امید! امید! امید!" یہ لڑکی ان کے حلق کا کانٹا بن چکی تھی۔

"ایف۔ایس۔سی میں اگر ٹاپ نہیں کیا تم نے تو بہت برا انجام ہو گا تمہارا۔۔۔" انگلی اٹھائے اسے وارن کرتے وہ غصے سے صوفہ پر موجود کوٹ اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے، زبیدہ قریشی ہمیشہ کی طرح خاموش تماشائی بنی سب دیکھتی شوہر کے پیچھے چل دی تھی۔

ان کے جاتے ہی آنکھ میں سے ایک آنسو نکلتا پارس کو مزید دکھ وملال میں دھکیل چکا تھا، وہ تیزی سے سیڑھیاں عبور کرتا، کمرے میں داخل ہوئے، دراز کھولتا اس میں سے سکون آور دوائی نکالے ایک ساتھ دو سے تین گولیاں پانی کے ساتھ نگل چکا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں ہوش وحواس سے بیگانہ ہوئے وہ بیڈ پر ڈھے گیا تھا۔

جاری ہے۔۔۔